قرآن و حدیث کی روشنی میں

فتنوں کی دنیا

تالیف

مفتی احتشام الحق آسیا آبادی

جامعہ رشیدیہ آسیا آباد تربت مکران بلوچستان

عالم اسلام میں سب سے قدیم دستیاب احادیث کا مجموعہ

صحیفہ ہمام بن منبہ رحمہ اللہ تعالے

عربی — مجلد

احادیث کی مکمل تخریج

نیز احادیث " فی الباب "، کی بھی تخریج کی گئی ہے

ایک تاریخی وتحقیقی دستاویز

تحقیق وتخریج

مفتی احتشام الحق آسیا آبادی

ضخامت 328 صفحات

قیمت 180 روپے



جزء من طلب العلم

حدیث

"طلب العلم فريضة على كل مسلم"

کی مکمل تخریج، نیز اس کے تمام طرق اوران تمام صحابہ کی روایتوں کا ذکر، جن میں یہ حدیث کسی نہ کسی طرح وارد ہوا ہے۔

ترتیب وتخریج وتحقیق

مفتی احتشام الحق آسیا آبادی

زیور زیب کارڈ کور

قیمت 60 روپے

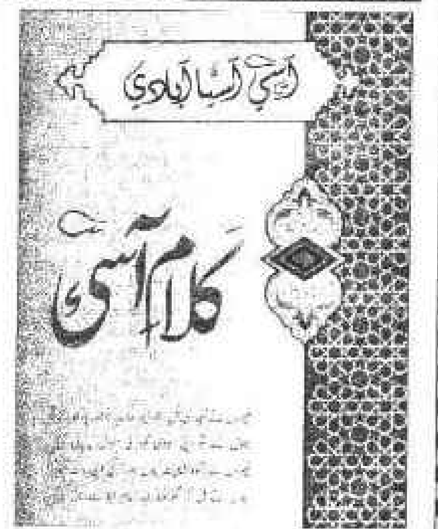


آسی آسیا آبادی

کے کلام کا منتخب حصہ چھپ کر منظر عام پر آ گیا ہے

مجلد، خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ

ضخامت 152 صفحات، قیمت صرف 120 روپے



مکتبہ رشیدیہ آسیا آباد تربت مکران بلوچستان

برائے تبصرہ

فتنوں کی دنیا

قرآن وحدیث کی روشنی میں

مفتی احتشام الحق آسیا آبادی

جامعہ رشیدیہ آسیا آباد تربت مکران بلوچستان

نام کتاب	فتنوں کی دنیا
تصنیف	مفتی احتشام الحق آسیا آبادی
اشاعت اول	رجب ۱۴۲۴ھ/ستمبر 2003ء
تعداد	ایک ہزار
اشاعت دوم	یکم رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ/۱۲/اگست 2010ء
تعداد	بائیس سو (2200)
قیمت	=/40 روپے
کمپوزنگ	شبیر صادق (الجامعہ کمپوزنگ سینٹر آسیا آباد تربت)
ناشر	جامعہ رشیدیہ آسیا آباد، تربت مکران بلوچستان)

ملنے کے پتے

مکتبہ رشیدیہ آسیا آباد تربت مکران بلوچستان

طلحہ اسلامک بک سینٹر مین روڈ تربت مکران بلوچستان

رحیم جان بیکری والا چتکان پنجگور مکران بلوچستان

مولوی سعد اللہ دار العلوم حنفیہ غریب آباد چتکان پنجگور

البدر بک سینٹر مین بازار گوادر مکران ڈویژن بلوچستان

مولانا حافظ خیر محمد مدرسہ مطلع العلوم بروری روڈ کوئٹہ بلوچستان

اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن جمشید روڈ کراچی

شبیر احمد مفتی زادہ جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش گفتار

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى ،اما بعد !

فتنہ کے معنی امتحان وآزمائش کے ہیں، اس کے علاوہ بھی فتنہ دیگر کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے، قرآن کریم میں فتنہ کا لفظ مختلف مقامات پر مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے، ایک جگہ ارشاد باری تعالی ہے کہ" **والفتنة اشدّ من القتل** ،، یعنی فتنہ قتل سے بڑھ کر ہے۔

دنیائے اسلام میں فتنوں کی ابتداء تو اس وقت سے شروع ہو چکا ہے، جب رسول اکرم ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے، خانہ جنگیاں، فرقہ بندیاں، قومی تعصبات، اپنوں اور غیروں کے ساتھ مسلمانوں کا دست وگریبان ہونا، مال وجاہ وعورتوں کے فتنے، امت مسلمہ میں یکے بعد دیگرے آئے اور فتنوں کی آندھی جب چل نکلی تو چلتی ہی رہی۔ محسن اعظم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں مختلف وقتوں میں امت کو گوناگوں فتنوں سے باخبر کیا، فتنوں کی علامتیں بتائیں، فتنوں سے خبردار کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے بچنے کی ہدایات دیں اور فتنوں سے دور رہنے کی تلقین بھی کی۔ آپ نے مسلمانوں کے آپس کے دست وگریبان ہونے اور اختلافات کو فتنہ قرار دیا، عورتوں کے روپ میں ہونے والے فتنوں سے ڈرایا قتل قتال اور گمراہ سربراہوں کے فتنوں سے متعلق امت کی رہبری کی اور فتنوں کے زمانے میں صبر کرنے اور فتنوں سے الگ تھلگ رہنے کے فوائد سے روشناس کرایا۔

آج کے پرفتن دور کو اگر ہم "فتنوں کی دنیا،، سے تعبیر کریں، تو بے جا نہیں ہوگا، خلفاء

راشدین کے دور سے ہی فتنوں کا ظہور ہوا اور مسلمان گوناگوں مصائب اور خانہ جنگیوں میں گرفتار ہوئے ،مگر خیر القرون میں چونکہ خیر کا غلبہ تھا،مگر بعد کے زمانوں میں جب بھی کوئی فتنہ رونما ہوا،وہ اپنے ساتھ ہزاروں برگ وبار بھی لے آیا۔

ایک زمانہ تھا جب مختلف قسم کی بدعات اسلام میں داخل ہوئیں اور انہیں کو فتنہ کہا گیا۔ بعد کے زمانے میں بدعات کے ساتھ وثنیت واصنام پرستی اور عصبیت کی نئی قسمیں ایجاد ہوئیں ،انکار خدا تک کے فتنے سر اٹھانے لگے اور اب یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ نئے دور میں اب نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔ ماضی میں جن فتنوں کا اثر برسوں جا کر قرب وجوار میں پہنچ جاتا تھا،اب وہ فتنے لمحوں میں پوری دنیا کو گھیر لیتے ہیں،فتنوں کو پھیلانے میں جو وسائل آج دستیاب ہیں ،وہ ماضی میں کبھی نہیں تھے۔

ہم اپنے اسلاف کے دینی فکر اور دینی شجاعت کے یقیناً معترف ہیں،ان کی حساس ذہنیت اور حمیتِ دینی کبھی ان فتنوں کو گوارا نہیں کرتی تھی ،انہوں نے اپنے زمانے میں حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور وہ اس میں سرخرو بھی ہوئے۔انہوں نے فتنوں کے مقابلے میں امت مسلمہ کی جو رہنمائی کی ،تاریخ آج بھی ببانگ دہل ان کی گواہی دیتی ہے.....مگر نئے دور کے نئے فتنوں کے سیلاب کے سامنے ہماری کیا حیثیت ہوگی؟اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ آج کی نسل سیلاب بلا کی دفاع میں امت مسلمہ کی کیا رہبری کرتی ہے اور کیا موجودہ نسلیں آئندہ کی نسلوں کیلئے وہ کارنامے پیش کرسکیں گی کہ مستقبل کی تاریخ ان کیلئے صحیح رائے قائم کرے؟دیکھنا یہ ہے کہ ہم تاریخ میں کیا نقوش چھوڑ جاتے ہیں ۔

غافل منشیں ،نہ وقت بازیست

وقت ہنراست،وکار سازیست

زبان رسالت سے برسہا برس پہلے فتنوں کے مختلف انداز کی خبریں دی گئی تھیں،حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ: "إذا ظهرت الفاحشة كانت الرجفة وإذا

جار الحكّام قل المطر وإذا غدر باهل الذمّة ظهر العدو ،، (كنز العمال ح ٢٠٨٦٥) یعنی ''جب فحاشی پھیل جائے تو زلزلے ہوجائیں گے اور جب حاکم ظلم کرنے لگیں تو بارشیں رک جائیں گی اور جب ذمیوں سے دھوکہ کیا جائے ،تو دشمن غالب آجائیں گے،، آپ نے ایک موقع پر فرمایا: "الفتنة نائمة لعن الله من ايقظها،، یعنی فتنہ سویا ہوا ہے، جو اس کو بیدار کرے اس پر لعنت ہو،

فتنوں کو بیدار کرنے سے مراد ان کو ہوا دینا..........اور فتنوں کا سبب بننا ہے۔

اب سے ڈیڑھ سال پہلے بندہ نے ماہنامہ ''الجامعہ آسیاآباد،، کیلئے فتنوں کے حوالے سے کچھ مضامین درس حدیث کی شکل میں لکھے تھے، زیر نظر کتابچہ انہیں منتشر مضامین کا مجموعہ ہے اگر ان میں کوئی خیر کی بات دیکھیں اور کسی کی اصلاح ہو کر فتنوں سے بچاؤ کا ذریعہ بنیں ،تو مجھے بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور فتنوں سے محفوظ رہنے کیلئے دعاگو رہیں۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ امت مسلمہ کو ہر قسم کے فتنے و فساد سے محفوظ رکھے۔آمین

والحمد لله اولاً وآخراً و صلى الله على محمد وآله وصحبه وسلم.

احتشام الحق آسیاآبادی

جامعہ رشیدیہ آسیاآباد تربت مکران

۴/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ

۴/ اگست ۲۰۰۳ء

دور حاضر
اور فرمانِ مخبر صادق ﷺ

عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: "يتقارب الزمان ،وينقص العمل ويلقى الشحُّ ،وتظهر الفتن ،ويكثر الهرج ،قالوا!يارسول الله ! أيُّما هو؟قال:القتل القتل ،، (بخاری ۱۳/۱۳ مع الفتح)

حضرت ابوهريرة رضی الله عنه بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: زمانہ مختصر اور باہم قریب ہوجائے گا، اعمال میں نقص اور کمی آجائے گی، دلوں میں بخل پیدا ہوجائے گا اور فتنے ظاہر ہوجائیں گے اور "هرج ،، زیادہ ہوجائیگا، صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ: هرج کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ: ''وہ قتل ہے قتل۔

یہ حدیث بخاری، مسلم اور حدیث کی دیگر بہت ساری کتابوں میں ان الفاظ اور ان سے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔سب میں مختلف قسم کے فتنوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس حدیث میں فتنوں کا ذکر پانچ حوالے سے کیا گیا ہے۔سب سے پہلے یہ فرمایا کہ قرب قیامت میں جب فتنوں کا ظہور ہوگا تو اوقات اور زمانے کی برکت ختم ہوجائے گی۔جو کام گھنٹوں میں ہوتے تھے ان میں دن اور ہفتے لگیں گے، جو کام دن اور ہفتوں میں ہوتے تھے، ان میں مہینے اور سال لگیں گے اور یہ ایک دوسری حدیث کا مفہوم بھی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ "تكون السنة كالشهر والشهر كالجمعة والجمعة كاليوم واليوم كالساعة والساعة كالنفس ،،(بهجة النفوس ٤/٢٥٧) یعنی'' زمانہ ایسا آئے گا کہ سال مہینوں کی طرح گزریں گے اور مہینے ہفتہ جیسا گزریں گے اور ہفتہ دن اور دن ایسا محسوس ہوگا جیسا کہ ایک سانس میں گزر گیا،،۔

زیادہ گناہوں کی وجہ سے زمانے میں برکت نہیں رہے گی اوقات وساعات بے برکتی کا شکار ہوجائیں گے اور بقول ابن ابی حمزہؒ (المتوفی ۶۹۹ھ) کے اس کا ظہور کئی زمانے پہلے سے ہو چکا ہے۔

ملا علی قاری نے قاضی عیاضؒ سے زمانہ نزدیک ہونے کی ایک توجیہ یہ بھی نقل کی ہے کہ دور دراز کے علاقے قریب ہوں گے کہ وہاں جلدی پہنچا جاسکے گا یا دور کی باتیں جلد ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ سکیں گی، یعنی اہل زمانہ اور خود زمانے کی چیزیں اور باتیں رسل ورسائل کی فراوانی کی وجہ سے بہت زیادہ قریب ہونگی۔(مرقات ۱۰/۱۲۰)

اس سے قیامت کا قرب بھی مراد لیا جاسکتا ہے جیسا کہ علامہ تورپشتی نے شرح طیبی میں کہا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ (يتقارب الزمان ؛زمانہ باہم نزدیک ہوجائے گا...... میں یہ سارے مفہوم بیک وقت واضح نظر آرہے ہیں۔زمانے کے اوقات وثمرات سے برکت اٹھ جانا، روزانہ مشاہدے میں آرہا ہے، جبکہ دنیا کے تمام کونوں میں آج کے دستیاب وسائل کی توسط سے ایسا جلد پہنچا جاسکتا ہے جتنا کسی زمانے میں ایک گھر کے کونوں کے لوگوں کی اتنی سرعت سے پہنچ نہیں تھی۔

حدیث میں دوسری بات یہ بیان فرمائی کہ "ينقص العمل ،،اعمال میں نقص اور کمی آجائے گی ،، انسانوں میں معاصی وگناہوں کا جس قدر رواج ہوگا، اتنی ہی نیک اعمال میں کمی واقع ہوتی جائے گی۔بعض روایات میں جو خود بخاری ومسلم میں موجود ہیں، یہاں لفظ" وينقص العلم ،، آیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ قرب قیامت میں علم کم ہوجائے گا یعنی علم دین کے جاننے اور سمجھنے والے عالم نہیں رہیں گے یا کم ہوں گے۔نیز یہ مقصد بھی ہوسکتا ہے کہ علم دین کی طرف لوگوں کی توجہ کم ہوگی۔اس فتنے کا ظہور بھی ہو چکا ہے کہ دین اور علم دین کی عالمی پیمانے پر اس وقت جو دشمنی یا مخالفت کی جارہی ہے وہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئی تھی۔

تیسری چیز حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ" ويلقى الشحُّ ،، یعنی''لوگوں کے دلوں میں بخل ڈال دیا جائے گا،،۔قرآن شریف میں ہے کہ'' وَمَنْ يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن ۱۶) یعنی جو نفس کی بخیلی سے محفوظ ہوا، بس وہی لوگ کامیاب ہیں۔

لوگوں کے دلوں میں بخل کا موجود ہونا عام ہے کہ وہ جس نوعیت کا ہو۔ قیامت کے نزدیک عالم اپنے علم سے بخل کرے گا، کسی مخصوص صنعت کا آدمی اپنی صنعت میں بخیلی کرے گا ایسے ہی مالدار اپنے مال میں بخیل ہوگا (مرقات ۱۰/۱۲۰) حتی کہ لوگ عام حالات میں تو بخیل ہونگے کہ نفلی صدقات وخیرات نہیں کرینگے خصوصی علامات قیامت میں سے ایک یہ ہوگا کہ لوگ فرض زکوٰۃ کی ادائیگی میں بھی بخیل ہونگے اور یہی عذاب کا سبب ہوتا ہے۔ (بهجة النفوس ٤ / ٢٥٨)

یہ حقیقت اب روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جس طرح لوگ گناہ کے کاموں کے اندر خرچ کرنے میں فیاضی کرتے ہیں، ایسے ہی نیک اور جائز کاموں کے اندر خرچ کرنے میں بخیل ہوگئے ہیں۔ نیک کاموں کے اندر خرچ کرتے ہوئے مسلمانوں کو جو خوشی ہونی چاہیے تھی وہ اب تکلیف میں بدل گئی ہے۔

چوتھی چیز حدیث میں " وتظهر الفتن ، ، بیان کی گئی ہے یعنی قسم قسم کے فتنے قیامت سے پہلے ظاہر ہونے لگیں گے۔ آج کی صورت حال یہ ہے کہ عالمی سطح پر مسلمان مختلف فتنوں کے زد میں آگئے ہیں مختلف مذاہب اب باقاعدہ فتنہ بن کر مسلمانوں کے سر پر سوار ہیں۔ خود مسلمانوں میں اختلاف وانتشار کا فتنہ اپنی جڑیں مضبوط بنا چکا ہے۔ حکومتوں کی سطح تک اگر معاملات کو غور سے دیکھا جائے تو ہر حکومت ،دوسری حکومت کو ہڑپ کرنے کیلئے نہ صرف پر تول رہا ہے بلکہ عملی جدوجہد میں مصروف ہے، آج کل دنیا میں سب سے زیادہ اچھی حکومت وہ شمار ہوتی ہے۔ جس کے پاس تباہی کے اسباب (اسلحہ کے انبار کی شکل میں موجود ہیں) مسلمانوں کیلئے تو فتنے اس حد تک آ پہنچے ہیں کہ جیسے رات کی تاریکی ان پر آ گئی ہے "صبح کو کوئی مومن ہے تو رات کو کافر نظر آئیگا اور رات کو مومن ہے تو صبح کو کافروں جیسا اعمال کرتا نظر آئے گا اور تم لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ دین کو دنیا کے عوض بیچ ڈالے گا۔ (بهجة النفوس ٤ / ٢٠٩)

آج معاشیات، ترقی اور آزادی کے نام پر کیا کچھ نہیں کیا جارہا ہے یہی وہ فتنے ہیں جن کا مخبر صادق ﷺ نے چودہ سو سال قبل امت کو خبردار کیا ہے۔

پانچواں فتنہ جس سے خبردار کیا گیا ہے وہ ہے " الھـرج ،، جس کو رسول اللہ ﷺ نے " القتل القتل ،، کے لفظ سے بیان فرمایا ہے۔ قتل دو طرح سے ہوتا ہے کسی نے واقعتہً کوئی ایسا جرم کیا ہو جس کی وجہ سے اس کو شرعاً قتل کیا جاتا ہو، ایسے قتل کو فتنہ نہیں کہا جاتا ہے۔ بلکہ علامہ ابن ابی جمرۃ نے **بهجة النفوس** (۲۵۹/۴) میں ایک حدیث نقل کیا ہے جس کا مفہوم ہے "کسی مقام پر خدائی حکم سے کوئی حد مقرر کیا جائے یعنی کسی جرم کے بدلے میں قتل کیا جائے (وغیرہ) تو وہ تمیں اور بعض روایت میں چالیس دن کی بارش سے زیادہ بہتر نتائج کا حامل ہوگا،، اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ قتل ایک ایسا تنبیہ ہوگا کہ اس سے دوسرے لوگ اس قسم کے جرم کا ارتکاب کرنے سے بچیں رہیں گے۔ دوسری قسم کا قتل وہ ہے، جس کو فتنہ کہا جاتا ہے اور اس کو حدیث میں قیامت کی علامات میں شمار کیا ہے اور یہی وہ فتنہ ہے جس سے احادیث مبارکہ میں پناہ طلب کیا گیا ہے...... اس میں عموماً قاتل کو یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ میں نے کس جرم میں مارا ہے، نہ مقتول کو پتہ ہوتا ہے کہ میں کس جرم میں مارا جارہا ہوں، بلکہ بسا اوقات دونوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا ہے کہ ہم کیوں لڑ رہے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے زمانے کی جنگیں ...... پیچھے سے کسی نے ڈور ہلا دیا اور حکومتیں لڑ پڑیں۔ کسی نے اشارہ کردیا اور فرقہ وارانہ فسادات شروع ہوگئے۔ العیاذ باللہ...... ایک زمانہ تھا کہ ایک تیر مارنے سے صرف ایک آدمی قتل ہوتا تھا یا صرف دو جانیں ضائع ہوجاتی تھیں لیکن آج صورتِ حال یہ ہے کہ ایک ایٹم بم سے کئی شہر نہ صرف ویران ہوجاتے ہیں، بلکہ سالہا سال تک ان میں زندگی کے آثار بھی ختم ہوجاتے ہیں یہ وہ فتنہ یا قتل ہے کہ جس میں ظالم اور مظلوم کا کوئی فرق باقی نہیں رہتا ہے۔

ان فتنوں سے بچاؤ کیلئے رسول اکرم ﷺ کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھا جائے کہ **"الجئو إلى الإيمان والأعمال الصالحات (بهجة النفوس ٤ / ٢٠٩)** یعنی "ایمان اور اعمال صالحہ کی پناہ اختیار کرلو،،۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قرب قیامت کی کچھ نشانیاں

عن الأعمش عن شقیق قال کنت مع عبدالله وأبی موسی فقالا:قال النبی ﷺ :إنّ بین یدی الساعة لأیامًا ینزل فیها الجهل ویُرفع فیها العلم ویکثر فیها الهرج والهرج القتل "(بخاری ١٣/١٣٩۔ مع الفتح)

حضرت اعمش" حضرت شقیق بلخیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا' ان دونوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: قیامت سے پہلے ایسا زمانہ ہوگا' جس میں جہالت نازل ہوگا اور علم اٹھالیا جائے گا اور ''ھرج'' یعنی قتل وقتال بہت زیادہ ہوگا''۔

بخاری شریف ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ ابوموسیٰ ؓ نے حضرت ابن مسعود ؓ سے پوچھا کہ تمہیں ان ایام کے بارے میں کچھ علم ہے کہ جن کو رسول اللہ نے ''ایام الهرج،، کا نام دیا ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جولوگ ان ایام میں زندہ ہوں گے، وہ سب سے بدترین لوگوں میں شمار ہوں گے۔

اس حدیث میں قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بیان کی گئی ہے کہ " ینزل فیھا الجھل ،، کہ اس زمانے میں جہالت ایسا ہوگا جیسا کہ جہالت کا نزول ہو رہا ہے یعنی جہالت باقاعدہ پرورش پائے گا۔ یہ حدیث آج کے موجودہ دور پر پورا فٹ ہو رہا ہے کہ جس چیز کو شریعت اسلام علم کا نام دیتا ہے یعنی علم قرآن وحدیث اور علم فقہ...... اس کے لوگ مخالف ہو گئے ہیں' چنانچہ آج مکمل علوم اسلام کے فارغ التحصیل کو حکومتی سطح پر تعلیم یافتہ شمار نہیں کیا جاتا' تعلیم یافتہ اس شخص کو کہا جاتا ہے جس نے سرکاری اسکول سے کچھ نہ کچھ پڑھا ہوا گرچہ وہ علم دین سے ناواقف ہو' گریجویٹ اور تعلیم یافتہ بننے کیلئے کسی یونیورسٹی کی سرٹیفکٹ رکھنا ضروری ہے' لیکن کسی اعلی سے اعلی اسلامی

دارالعلوم کی تصدیق اور اس کا سرٹیفکٹ اس کے لئے ناکافی شمار ہوتا ہے۔ قرب قیامت میں جہالت کی ایسی انتہاء ہوگی کہ علم کیلئے جہالت سے سرٹیفکٹ لینا ضروری ہوگا اسی کو فرمایا کہ قرب قیامت میں جہالت کا نزول ہوگا۔

قرب قیامت کی علامات میں سے ایک یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا۔ یعنی اہل علم اٹھالئے جائیں گے اور بعض روایات میں ہے کہ علم کم ہوگا۔ صحیفہ ہمام بن منبہ کی روایت میں ہے کہ "**یقبض العلم ویقترب الزمن**" یعنی علم کوموت آئے گی اور زمان قیامت قریب ہوگا۔ (فتح الباری ۱۳/۱۵)

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (۱۳/۱۵) میں امام طبرانی کی معجم الأوسط کے حوالے سے یہ روایت سعید بن جبیرؒ مرفوعاً نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگا جب تک بیہودہ گفتگو' بخل' امانت داروں کی خیانت اور خیانت کرنے والوں کے پاس امانت رکھنا عام نہ عام ہوجائے اور فرمایا کہ قیامت کے قریب ''الوعول'' ختم ہوجائیں گے۔ صحابہ ؓ نے حضور ﷺ سے ''الوعول ''اور التحوت'' کا مطلب دریافت فرمایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''الوعول ''شریف اور ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو سربراہی کے لائق ہیں اور ''التحوت'' وہ لوگ جو ہمیشہ زیردست رہے ہیں اور ان کو کوئی نہیں جانتا تھا...... جب شریف لوگ ختم ہوجائیں گے تو اس قسم کے لوگ سربراہ بن جائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆

ہر روز دوسرے سے بدتر

عن الزبیر بن عدیّ قال :أتینا أنس بن مالك فشكونا الیه ما یلقون من الحجّاج ، فقال :"اصبرو ،، فإنه لایأتی علیکم من الزمان إلا والذی بعده

أشرّ منه ،حتی تلقوا ربکم سمعته من نبیّکم ﷺ،، (بخاری)

ترجمہ: زبیر بن عدی کہتے ہیں کہ ہم انس بن مالک ؓ کے پاس حجاج سے ملنے والی تکالیف کی شکایت کیلئے آئے تو انہوں نے فرمایا ’’صبر کرلو اب جو بھی وقت آئے گا اس کے بعد والا وقت اس سے بدتر ہوگا، یہاں تک کہ اپنے رب سے جاملو۔ یہ بات میں نے تمہارے نبی ﷺ سے سنی ہے،،

۔

تشریح: تجربہ شاہد ہے کہ کہ ہر آنے والا زمانہ گزشتہ سے بدتر آرہا ہے۔ روز نئے فتنے پیدا ہو رہے ہیں، ہر حاکم وقت کے بعد جو نیا حاکم وقت آتا ہے، تو وہ اس سے بڑھ کر ظالم اور بے دین ہے، الا ماشاء اللہ۔

حافظ ابن حجر نے طبرانی کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ: کل آج سے بہتر تھا اور آج آنے والا کل سے بہتر ہے اور قیامت تک یہی حال رہے گا۔

’’الموفقیات للزبیر،، میں امام شعبیؒ سے یہ حکایت بیان کیا گیا ہے کہ: حضرت عمر ؓ اور اس کے بعد والے خلفاء تعزیری جرائم میں گناہ گار کو لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے ان کی پگڑی اتارتے تھے یہی ان کی تنبیہ ہوتی۔ جب زیاد کا زمانہ آیا تو انہوں نے ایسے معمولی جرائم میں کوڑے مارنے شروع کردیا، پھر مصعب بن الزبیر کا زمانہ آیا، تو انہوں نے کوڑے مارنے کے علاوہ داڑھی کاٹ لئے۔ اور جب بشر بن مروان حاکم بنا تو انہوں نے گناہگار کے ہاتھ گرم لوہے سے داغ دیے ،یوں اس کا نشان مستقل باقی رہ گیا۔ لیکن جب حجاج آیا تو انہوں نے کہا یہ سارا مذاق ہے، انہوں نے ہر معمولی گناہ گار کو بھی تلوار سے مارنا شروع کیا۔ (فتح الباری ۱۳/۲۰)

ایک موقع پر حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے سامنے یہ بات آئی کہ کبھی ہم دیکھتے ہیں کہ بعد والا زمانہ بہتر ہے تو فرمایا کہ ’’تم پر جو بھی نیا دن آتا ہے وہ پہلے والے سے بدتر ہی ہوگا یہاں کہ قیامت آجائے۔ (پھر فرمایا کہ) میں یہ نہیں کہتا کہ اس سے زندگی بہتر ملے گی یا نہیں یا آدمی

خوشحال ہوگا یا نہیں۔ اس کو مال ملے گا یا نہیں۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہر آنے والے دن میں علم پچھلے دنوں کی نسبت کم ہوگا، اس لئے حقیقی علم والے لوگ چلے جائیں گے اور باقی لوگ جہالت میں برابر رہینگے تو نیکیوں کا حکم نہیں ہوگا۔ برائی کا روکنے والا نہ ہوگا۔ جب نوبت یہاں تک پہنچے گی تو لوگ ہلاک ہوجائیں گے،، (فتح الباری شرح البخاری ۱۳/۲۱)

حضرت حسن بصریؒ سے جب پوچھا گیا کہ حجاج بن یوسف جیسے جابر حاکم کے بعد عمر بن عبدالعزیز جیسا عادل حاکم آیا ہے؟ تو فرمایا کہ یہ حکم اکثری ہے۔ کبھی کبھار ایسا ہوجاتا ہے، عموماً ایسا نہیں ہوتا۔

یہاں یہ بات بھی سمجھ لیا جائے کہ قرون اولی میں مثلاً حجاج بن یوسف کے زمانے میں اگر حاکم حجاج جیسا ظالم تھا مگر صحابہء کرام ؓ بھی تو موجود تھے جو نبی کریم ﷺ کے خصوصی شاگرد تھے۔ یہ وہ ہستی تھے جن کا تعلق خیر القرون سے تھا۔ یہاں مسلم شریف کی اس حدیث کو اپنے ذہن میں تازہ کرلیں ،جس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ: ’’أصحابی أمنة لأمتی فإذا ذهب أصحابی أتی امتی مایوعدون ،،، میرے صحابہ میری امت پر امن کا ذریعہ ہیں، جب وہ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ حالات آئیں گے، جن کا ان سے وعدہ ہوا ہے،، یعنی اصل فتنوں کا دور میرے صحابہ کرام ؓ کے بعد آنا شروع ہوجائیگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فتنوں کی دنیا

عن أبی هریرة ؓ قال: قال رسول الله ﷺ: "ستکون فتنٌ القاعد فیها خیرٌ من الماشی ،والماشی فیها خیر من الساعی ، من تشرف لها تشتشرفه

،فمن وجد منها ملجأ أو معاذاً فليَعِذبه .(متفق عليه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: عنقریب بہت سے فتنے پیش آئیں گے۔ ان فتنوں میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے اور چلنے والا فتنے میں کوشش کرنے والے سے بہتر ہے، جس نے ان فتنوں میں کام لیا یا دلچسپی لی، فتنے انہیں ہلاک کرڈالیں گے۔ جو ان فتنوں سے بچنے کیلئے پناہ کی جگہ یا بچنے کی جگہ پاسکے تو وہ وہیں پناہ لے۔

تشریح: ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ "**النائم فيها خير من المضطجع**"، یعنی سونے والا فتنے کے وقت لیٹنے والے سے بہتر ہے......

حدیث میں "**القائم**" سے مراد وہ ہے جو فتنوں کے چلانے میں کسی طور شامل نہیں ہے یعنی غیر جانبدار ہے۔ "**الماشی**" سے مراد وہ ہے جو غیر جانبدار تو ہے مگر فتنوں کے زمانے میں اپنے دیگر کاروبار کی خاطر چل پھر رہا ہے۔ کبھی ایسا ہوجاتا ہے کہ وہ جو دیگر مقاصد کیلئے گیا ہے اتفاقاً کسی فتنے یا ایسے معاملے میں پڑتا جاتا ہے جو اس کیلئے باعث تکلیف یا باعث نقصان ہوگا۔ "**الساعی**" سے مراد وہ شخص ہے جو ان فتنوں کے پھیلانے، یا پیدا کرنے یا ہوا دینے میں اس کی کوششیں ہوتی ہیں ......ایسا شخص جس درجے میں شامل ہوگا اسی حساب سے فتنوں میں شامل شمار ہوگا۔ "**القاعد**" وہ ہے جو ان فتنوں میں تماشہ بین ہے، کسی طرح کا حصہ دار نہیں ہے۔ "**المضطجع**" وہ ہے جو ان فتنوں میں تماشہ بین بھی نہیں ہے۔ "النائم وہ ہے جو ان تمام سے کمتر درجے میں ہے، جو سونے کے درجے میں ہے (یاد رہے کہ ان تمام اقسام کے لوگ اگر ان فتنوں سے راضی ہوں تو اپنے اپنے درجے میں گناہ گار ہوں گے) اگرچہ وہ تماشہ بین ہی کیوں نہ ہوں بلکہ وہ قریب نہ ہوتے ہوئے سونے والے میں سے ہوں اور ان فتنوں یا فتنے کے کاموں سے راضی ہوں تو بھی وہ کسی نہ کسی درجے میں شامل شمار ہونگے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان میں سے جرم کے حوالے سے ایک دوسرے سے کم یا

زیادہ، بہتر یا بدتر ہوگا۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ (جب عام لوگ اور مسلمانوں کے اندر باہمی جنگ ہوتو) اپنے نیزے اور اس کی رسی کو توڑ ڈالو اور اپنا تلوار پتھر پر دے مارو، اس کے باوجود بھی اگر وہ تم کو خواہ مخواہ جنگ میں شامل ہی کرلیں تو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے جو بہتر ہوگا اس کا طریقہ اختیار کرلو۔ (**بحوالہ مشکوۃ ۱۰/ ۱۲۹ ...... مع المرقاۃ**) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ فتنے کے اس زمانے میں ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا: **كونوا أحلاس بيوتكم**،، (**مشکوۃ ۱۰/ ۱۲۹ ...... مع المرقاة**) یعنی گھر کی چٹائی بن کر رہو۔

ایسے فتنے کے زمانے میں جب کہ اصلاح کی گنجائش باقی نہ رہے، مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ اختلاف ائمہ اور اختلاف انظار پر تفصیلی بحث کیلئے فتح الباری کی طرف رجوع کریں، اس میں آپ کو مفید مباحث ملیں گے۔

اندھے، گونگے اور بہرے فتنے

عن أبي هريرة ؓ أن رسول الله ﷺ قال: ستكون فتنة صمّاء، بكماء، عمياء، من اشرف لها استشرفت له، وإشراف اللسان فيها كوقوع السيف،، رواه ابوداؤد (مشكوة المصابيح ۱۰/۶۶ مع الطيبى).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ ؓ فرماتے ہیں کہ: عنقریب ایسے فتنے آنے والے ہیں جو بہرے

،گونگے اور اندھے ہونگے ،جس نے ان فتنوں میں دخل دیا، وہ ہلاک ہوگیا اور ان فتنوں میں زبان کو استعمال کرنا ایسا ہی ہوگا جیسا کہ تلوار کا استعمال۔

تشریح: ان فتنوں کو جو گونگا، بہرا اور اندھا کہا گیا ہے، یہ فتنہ والوں کی نسبت سے کہا گیا ہے، یعنی یہ فتنہ پرداز ایسے لوگ یا حکومتیں ہونگی کہ وہ کسی قسم کے فریاد کو سنتی دیکھتی اور توجہ نہیں دیتی ہیں، وہ کسی قاعدہ وضابطہ کی پابندی نہیں کرتی ہیں، ان فتنوں میں پڑنے کے بعد ان سے نکلنا مشکل ہوجاتا ہے۔ بقول ملاعلی قاریؒ کے ان فتنوں کی صورتحال ایسی ہوگی کہ حق وباطل کی تمیز ختم ہوجائیگی۔ خیر خواہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بات سننے کو کوئی تیار نہ ہوگا، بلکہ جو اس طرح کی بات کرے گا اس کو ایذا دیا جائے گا اور وہ خود ہی فتنوں کا شکار بن جائیگا۔ (المرقاۃ ۱۰/۱۳۲)

آج پورا معاشرہ جس قسم کے اندھے، گونگے اور بہرے فتنوں کی زد میں ہے، اس کی مختلف شکلیں ہیں، جن میں آج کا میڈیا اور دور حاضر کی صحافت بھی شامل ہے، جو ایک پیشہ کی شکل اختیار کر چکا ہے، جو کسی اخلاق اور اصول وضوابط کا پابند نہیں ہے اور یہ اب وہ زہر بن چکا ہے کہ بظاہر جس کا کوئی تریاق نظر نہیں آتا، اگر یہ صحیح ہاتھوں میں ہو تو پوری قوم کے مزاج، اخلاق، مذاق کی اصلاح کرے، صحیح تصورات کی دنیا بدل ڈالے، کسی قوم کی اخلاقی تربیت، ذہنی ترقی اور مذہبی اصلاح کیلئے آج اس سے بہتر کوئی ہتھیار نظر نہیں آتا...... لیکن یہ گونگی، بہری اور اندھی صحافت آج جس قسم کے پیشہ ور ہاتھوں میں ہے، اگر یہ زہر ان ہی ہاتھوں میں رہا اور اس نشتر کے استعمال کرنے والے یہی عطائی ڈاکٹر ہی ہوئے، تو قوم کی اخلاقی اور دینی دیوالیہ پن کی وہ درگت بنے گی کہ جس سے نجات کیلئے صدیاں درکار ہونگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

عربوں کو تنبیہ

عن أبی هریرة رضی اللہ عنہ **: ان النبی** ﷺ **قال : ویل للعرب ، من شر قد اقترب ، افلح من کف یده۔ (رواه ابوداؤد بحواله مشکوة)**

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عرب کی ہلاکت ہے، اس شر وفتنہ سے جو عنقریب آنے والی ہے۔ جس نے اپنا ہاتھ (کلمہ گو مسلمانوں سے) روکے رکھا، وہ کامیاب ہوا۔

تشریح: یہ حدیث معجزات کے قبیل سے ہے۔ جس میں رسول اللہ ﷺ نے پیشن گوئی کی ہے کہ عربوں پر ایسے ایسے فتنوں کے دور آئیں گے، جو زیادہ دور نہیں ہیں۔

ان فتنوں سے کیا مراد ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ، مسلمانوں میں باہمی اختلافات، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سانحہ کربلا وغیرہ یقیناً اس میں داخل ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ اس میں عموم ہے، بالخصوص وہ فتنے جن سے عرب بلاواسطہ یا بالواسطہ متأثر ہوں یا شریک ہوں۔

ملاعلی قاری نے "مرقات شرح مشکوٰۃ (۱۰/۱۳۴) میں ابن عبدالملک رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ: اس سے مراد وہ دشمن لشکر ہیں جو عربوں پر چڑھائی کریں یا وہ فتنے مراد لیے جاسکتے ہیں جو عربوں میں واقع ہوئے ہیں یا ہوں گے۔ جو شہادت عثمان سے شروع ہوئے اور جو آج تک جاری ہیں (اور نہ جانے کب تک جاری رہیں گے)

زبان رسالت مآب سے نکلے ہوئے یہ الفاظ عربوں پر رونما ہونے والے موجودہ فتنے کی طرف لفظ بہ لفظ اشارہ کر رہے ہیں، جبکہ آج یہود ونصاریٰ نے یکے بعد دیگرے تمام مسلمانوں بالخصوص عربوں پر چڑھائی کر دی ہے۔ کفار ومشرکین کا یہ حملہ بظاہر ڈیڑھ سال قبل امارت اسلامیہ افغانستان پر اور اب عراق کے نہتے مسلمانوں پر شروع ہو چکا ہے اور مسلمانوں کے دوسرے تیسرے

علاقے کی وہ پیشگی نشاندہی کر چکے ہیں کہ وہ ان کے مستقبل کے اہداف ہیں اور نہ صرف عرب بلکہ عالم اسلام کے قلب مکہ و مدینہ اور بیت المقدس کے ارد گرد عملاً یہود و نصاریٰ کے فوجوں اور بحری بیڑوں کی موجودگی اور عرب ممالک کے حکمرانوں کو باہم اختلافات اور الفاظ کی جنگ میں مبتلا رکھنا" **ویل للعرب من شر قد اقترب** ،، کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔

ملا علی قاریؒ نے مرقات (۱۰/۱۳۵) میں فرمایا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ: کامیاب وہ مسلمان ہوں گے جو **لا اله الاالله** کہنے والے مسلمانوں سے اپنا ہاتھ روکے رکھتے ہیں،،

بخاری و مسلم میں بھی انہیں الفاظ کے ساتھ دوسری روایت حضرت زینب بنت جحش **رضی الله عنها** سے ہے وہ فرماتی ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا کہ : **لا اله الا اللّٰه** ،عربوں کی ہلاکت ہے، اس فتنے سے جو عنقریب آنے والی ہے۔ آج یاجوج ماجوج کے دروازے اس طرح کھل گئے ہیں (یہاں سفیان راوی نے تیرہ کا اور وھیب راوی نے نوے کا نشان بتایا) حضرت زینب رضی اللہ عنھا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ! آیا ایسی حالت میں بھی ہم ہلاک ہوسکتے ہیں، جبکہ ہم میں نیک و صالح افراد موجود ہوں گے،، تو آپ نے فرمایا کہ: "ہاں !جب خبث زیادہ ہوجائے،،

امام نوویؒ نے شرح مسلم (۳/۱۸) میں فرمایا ہے کہ" خبث،، سے جمہور کے نزدیک "فسق و فجور زنا وغیرہ مراد ہیں ایسے ہی اس سے عمومی گناہوں کی کثرت بھی مراد ہے،،

موجودہ حالات میں عربوں اور بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے نجات کی راہ یہ ہے کہ کفار سے عملی جہاد کے ساتھ ساتھ، گناہوں کی زندگی سے توبہ کرنا اور باہمی اتفاق و اتحاد انتہائی ضروری ہے نیز یہ دشمنوں کے اڈوں اور فوجوں سے مکمل الگ رہیں۔ ان کو اپنی سرزمین پر جگہ نہ دیں۔ ان کو گزرگاہ اور تیل و معلومات فراہم نہ کریں نیز ان کے ساتھ کسی طرح کا لاجسٹک سپورٹ کرنے کا ذریعہ نہ بنیں۔ ورنہ یکے بعد دیگرے سب کی باری لگنی ہے، اللہ تعالیٰ برے دن نہ لائے آمین۔

فتنوں سے بچنے کی دعا

عن ابن عباس (رضى الله عنهما) انّ النبى ﷺ كان يعلّمهم هذا الدعاء كما يعلّمهم السورة من القرآن يقول: قولوا " اللّهم إنّى اعوذبك من عذاب جهنم واعوذبك من عذاب القبر واعوذ بك من فتنة المسيح الدجّال واعوذبك من فتنة المحياوالممات ،، (رواه مسلم)

ترجمہ :حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام کو یہ دعا اس طرح تعلیم فرمایا کرتے تھے، جس طرح قرآن کی کوئی سورت تعلیم فرماتے تھے، آپ نے فرمایا کہ یوں کہو" **اللهم إنّى اعوذبك**.........**الخ**،، یعنی اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے" پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کی آزمائشوں سے،،

تشریح : یہ ابن عباس ؓ کی روایت ہے اور حضرت ابوہریرۃ ؓ کی روایت میں ہے کہ: آپ نے فرمایا: آخری تشہد سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھ لی جائے (مسلم) اور بخاری شریف کی ایک روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے کہ:" **اللهم إنى اعوذبك من المأثم والمغرم**،، یعنی اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، گناہ کی ہر بات سے اور قرض کی بوجھ سے،،

اس لئے مناسب اور بہتر یہی ہے کہ ان الفاظ کو شامل کر کے یہ دعاء التحیات میں تشہد اور درود شریف کے بعد پڑھ لی جائے۔

یہ دعا جیسے کہ ظاہر ہے دنیا و آخرت کے آفات و مصائب اور ہر قسم کی بدبختیوں سے حفاظت کیلئے بڑی جامع دعا ہے۔ اس میں سب سے پہلے جہنم اور عذاب قبر سے پناہ مانگی گئی ہے جو شدید ترین اور ناقابل تصور عذاب اور انسان کی سب سے بڑی بدبختی ہے، اس کے بعد دجال کے

فتنہ عظیم سے جو اس دنیا میں برپا ہونے والے فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ ہے، جس میں ایمان کا سلامت رہنا بے حد مشکل ہے، اس کے بعد علی الاطلاق زندگی اور موت کے سارے فتنوں اور ساری آزمائشوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔ جس میں ہر چھوٹی بڑی بلا اور گناہ وگمراہی داخل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ دعا ایسی جامع دعا ہے کہ اس کا باقاعدہ عادت بنانے والا شخص ایسا ہے گویا کہ اس نے ہر قسم کی مصیبتوں سے پناہ مانگی، اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے دنیا اور آخرت کی تمام فتنوں اور مصائب سے محفوظ فرمالے، آمین۔

خودغرضی سے بچو

قال عبدالله ؓ قال لنا رسول الله ﷺ (انكم سترون بعدى اثرة واموراً تنكرونها) قالوا فما تأمرنا يارسول الله؟ قال (ادوا إليهم حقهم وسلوا الله حقكم. (رواه البخاري ص٢٠٨٨ ج٦)

ترجمہ: عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: تم میرے بعد بعض ترجیحات اور ایسے معاملات دیکھو گے، جن میں تم اجنبیت محسوس کروگے صحابہ ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس سلسلے میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا: انہیں ان کا حق ادا کردو اور اپنا حق اللہ سے مانگو۔

مختصر تشریح: فتنوں کی ایک خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ فتنہ پرور شخص ہمیشہ خودغرض ہوتا ہے، ان کو ہر فائدے کی چیز اپنے گود میں اچھی معلوم ہوتی ہے، اس لئے سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ ان کے مقابلے میں تم خودغرض نہ بنو، بلکہ ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔ اس سے فتنہ کی قوت کم ہوجائیگی، عداوت فرو ہوگا، جس کے نتیجے میں اپنا حق اللہ تعالی سے مانگا کرو، اللہ تعالی تمہارے حقوق بھی دیدینگے۔

وحدتِ امت کی کوشش

قال ابن عباس ؓ عن النبی ﷺ قال من رأى من أميره شيئا يكرهه فليصبر عليه فانه من فارق الجماعة شبرا فمات الا مات ميتة جاهلية. (رواه البخاري ص٢٠٨٨ ج٦)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: جس نے اپنے امیر کی طرف سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھی تو اسے چاہیے کہ صبر کرے، اس لیے کہ جس نے جماعت سے ایک بالشت جدائی اختیار کی اور اسی حالت میں مرا، تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

مختصر تشریح: ایک امیر کے ساتھ اور اس کی اطاعت کرنے سے امت یا ملت میں وحدت کی فضا برقرار رہتی ہے اور یہ پر بہار فضاء فتنوں کے فرو کرنے میں مدومعاون ثابت ہوتا ہے۔ اس کے برعکس امام کی اطاعت اور مسلمانوں کی اجتماعی قوت سے الگ تھلگ رہنے سے سب سے پہلا نقصان یہ ہوتا ہے کہ وحدت امت پارہ پارہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے کوئی معمولی سا فتنہ بھی امت کو بہت بڑا نقصان پہنچا سکتا ہے۔

بدترین لوگوں پر قیامت قائم ہوگی

قال ابن مسعود ؓ سمعت النبی ﷺ يقول: من شرار الناس من تدركهم الساعة وهم أحياء (رواه البخاري ص٢٠٩١ ج٦)

ترجمہ: ابن مسعودؓ نے کہا کہ میں نے آنحضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ وہ لوگ بدبخت ترین لوگوں میں ہوں گے، جن کی زندگی میں قیامت آئے گی۔

مختصر تشریح : ایک دوسری روایت اس مضمون کی بھی آئی ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک ایک بھی کلمہ گو باقی ہوگا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جب کفار یا فجار باقی بچیں گے، تو ان پر قیامت ہوگی اور ظاہر ہے کہ یہ بدترین لوگ ہونگے۔

عورتوں کا فتنہ

عن ام سلمة زوج النبی ﷺ قالت استیقظ رسول اللّٰہ ﷺ لیلة فزعا یقول: سبحان اللّٰہ ماذا أنزل اللّٰہ من الخزائن وماذا أنزل من الفتن ، من یوقظ صواحب الحجرات؟ یرید أزواجه لکی یصلین .رب کاسیة فی الدنیا عاریة فی الآخرة (رواہ البخاری ص۲۰۹۱ ج۶)

ترجمہ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ گھبراتے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا کہ اللہ کی ذات پاک ہے، اللہ تعالیٰ نے کیا خزانے نازل کئے ہیں اور کتنے فتنے نازل کئے ہیں۔ ان حجرہ والیوں (ازواج مطہراتؓ) کو کون بیدار کرے گا؟ آپ کی مراد ازواج مطہرات سے تھی، تاکہ یہ نماز پڑھیں۔ بہت سے دنیا میں کپڑے پہننے والیاں، آخرت میں ننگی ہوں گی۔

مختصر تشریح : مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے قریب عورتیں ایسے لباس پہنا کرینگی جو تنگ اور باریک ہونے کی وجہ سے برہنہ نظر آئیں گی اور ان کے سروں پر بختی اونٹوں کے کوہان کی طرح ہونگے ان پر لعنت کرو، اس لئے کہ وہ ملعون ہیں۔ ترمذی کتاب الفتن میں ہے کہ: جب تمہارے امراء بہترین لوگوں میں سے ہوں اور تمہارے مالدار تم میں سب سے زیادہ سخی ہوں اور تمہارے معاملات آپس کے مشوروں سے طے ہوں، تو زمین کی پشت تمہارے لئے اس کی پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے امراء تم میں سے بدترین لوگ ہوں اور تمہارے مالدار بخیل

ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں، تو زمین کا پیٹ تمہارے لئے اس کی پشت سے بہتر ہے۔ عورتوں کا فتنہ ایسا بڑا فتنہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے مختلف حوالوں سے اپنی امت کو خبردار کیا ہے۔

اسلحہ کی نمائش

قال ابوھریرةؓ قال النبی ﷺ: لا یشیر احدکم علی اخیه بالسلاح فانه لا یدری لعل الشیطان ینزغ فی یده فیقع فی حفرة من النار) (رواہ البخاری ص۲۰۹۲ ج۶)

ترجمہ : ابوھریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے کسی بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، کیونکہ وہ نہیں جانتا، ممکن ہے شیطان اسے اس کے ہاتھ سے چھڑوادے اور وہ اس کی وجہ سے جہنم کے گڑھے میں گر پڑے۔

مختصر تشریح : آج کل فتنوں میں سے ایک فتنہ یہ بھی ہے کہ لوگ اسلحہ کے ساتھ بے احتیاطی کا معاملہ کرینگے۔ چنانچہ بازاروں اور مجمعوں میں اسلحہ کی نمائش کرنا، ڈرانے یا مذاق کے طور پر کسی پر اسلحہ تاننا ممنوع ہے، نیز عام اسلحہ یا کوئی نوکدار یا دھاردار چیز کسی کو لینی یا دینی ہو، تو اسے بند کر کے حوالہ کردیا جائے یا زمین پر رکھ دیا جائے، پھر وہ اٹھالے۔ اس قسم کے احتیاطی پہلوؤں کو نظر انداز کرنا، پچھتاوے کا سبب بنتا ہے۔

ایک سنگین جرم

عن ابن عمر ؓ انه سمع النبی ﷺ یقول: لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض. (رواہ البخاری ص۲۰۹۳ ج۶)

ترجمہ ابن عمر ؓ نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کفر کی طرف

نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگے۔

مختصر تشریح : ایک دوسرے کی گردن مارنا اور قتل وقتال کو کفر کی مانند عمل قرار دیا گیا ہے، یہ اس کے انتہائی سنگین جرم ہونے کی نشاندہی ہے۔

جب مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو

عن حذيفة بن اليمان رضي الله عنه يقول: كان الناس يسألون رسول الله ﷺ عن الخير وكنت اسأله عن الشرّ مخافة أن يدركني فقلت: يا رسول الله ﷺ أنّا كنّا في جاهليّة وشرّ فجاء نا الله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شرّ قال (نعم) قلت: وهل بعد ذالك الشرّ من خير؟ قال (نعم وفيه دخن) قلت و ما دخنه؟ قال (قوم يهدون بغير هدى تعرف منهم وتُنكر) قلت فهل بعد ذالك الخير من شرّ؟ قال (نعم دعلة على ابواب جهنّم من أجابهم إليها قذفوه فيها) قلت يارسول الله ﷺ صفهم لنا قال (هم من جلدتنا يتكلمون بألسنتنا) قلت فما تأمرني إن ادركني ذالك؟ قال (تلزم جماعة المسلين وإمامهم) قلت فإن لم تكن لهم جماعة ولا إمام؟ قال (فاعتزل تلك الفرق كلّها ولو أن تعض بأصل شجرة حتى يدركك الموت وانت على ذالك. (رواه البخاري صـ ٢٠٩٦ ج٦)

ترجمہ: حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھا کرتے تھے، لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا۔ اس خوف سے کہ کہیں میری زندگی ہی میں نہ پیدا ہو جائے، میں نے پوچھا، یارسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر کے دور میں تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس خیر سے نوازا تو کیا اس خیر کے بعد پھر کوئی شر ہے؟ آنحضور نے فرمایا کہ ہاں! لیکن اس

خیر میں کمزوری ہوگی۔ میں نے پوچھا کہ اس کی کمزوری کیا ہوگی؟ فرمایا کہ کچھ لوگ ہوں گے جو میرے طریقے کے خلاف چلیں گے، ان کی بعض باتیں جانی پہچانی ہوں گی، لیکن بعض میں اجنبیت محسوس کرو گے۔ میں نے پوچھا، کیا پھر اس خیر کے بعد شر آئے گا؟ فرمایا کہ ہاں جہنم کے دروازے پر بلانے والے ہوں گے، جو ان کی بات مان لے گا، وہ اس میں انھیں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ان کے کچھ اوصاف بیان کیجئے؟ فرمایا کہ وہ ہمارے ہی جیسے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے پوچھا پھر اگر میں نے وہ زمانہ پالیا، تو آپ مجھے اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا، میں نے عرض کی، کہ اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہوئی اور نہ ان کا کوئی امام ہو؟ فرمایا کہ پھر ان تمام جماعتوں سے الگ رہنا خواہ تمہیں درخت کی جڑ چبانی پڑے، یہاں تک اس حالت میں تمہاری موت آجائے۔

مختصر تشریح : جس زمانے میں مسلمانوں کی جماعت اور اجتماعی قوت نہ ہو، اس وقت وہ لوگ جو امت مسلمہ کو یکجا کر سکتے ہوں، وہ اپنی اس ذمہ داری کو نبھائیں اور جن سے یہ نہیں ہوسکتا ہو، وہ کفار و فجار کی تقویت کا سبب نہ بنیں اور نہ ہی ان کی تعداد بڑھانے کا سبب بنیں، بلکہ وہ ایسے فتنوں کے دور میں منتشر قوتوں کا ساتھ دینے کے بجائے سب سے الگ تھلگ رہیں۔

پندرہ خصلتوں پر مصیبتوں کا نزول

عن علي بن ابي طالب قال: قال رسول الله ﷺ: إذا فعلت امتي خمس عشرة خصلة حلّ بها البلاء، فقيل وماهنّ يا رسول الله؟ قال: إذا كان المغنم دولًا، والامانة مغنما والزّكاة مغرماً، واطاع الرّجل زوجته، وعق امّه، وبرّ صديقه، وجفا أباه، وارتفعت الاصوات في المسجد، وكان زعيم القوم

أرذلهم ، وأكرم الرجل مخافة شرّه ، وشربت الخمور ، ولُبست الحرير، واتخذت القينات والمعازف ،ولعن آخر هذا الامّة أوّلها، فليرتقبوا عند ذلك ريحاً حمراء أو خسفاً ومسخاً. (ترمذی ح ٢٢١٠)

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میری امت میں پندرہ خصلتیں پیدا ہو جائیں، تو ان پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی، جب پوچھا گیا، وہ کیا کیا عادتیں ہیں تو فرمایا:

۱......:- جب مال غنیمت (سرکاری مال) ذاتی ملکیت بنایا جائے۔

۲......:- جب امانت کو غنیمت سمجھا جائے۔

۳......:- جب زکوٰۃ کو جرمانہ تصور کیا جائے۔

۴......:- جب آدمی بیوی کی فرمانبرداری کرے۔

۵......:- جب ماں کی نافرمانی کی جائے۔

۶......:- جب دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے، اور

۷......:- جب باپ کے ساتھ زیادتی کرے۔

۸......:- جب مساجد میں شور وغوغا برپا ہو جائے۔

۹......:- جب قوم کا رذیل ترین آدمی قوم کا لیڈر بن جائے۔

۱۰......:- جب آدمی کی عزت اس کی برائی کے ڈر سے ہو۔

۱۱......:- جب شراب (نشہ آور اشیاء) کا کھلم کھلا استعمال ہو۔

۱۲......:- جب مرد ریشم کا کپڑا پہنیں۔

۱۳......:- جب گانے بجانے اور محفل وسرود کی محفلیں سجائی جائیں۔

۱۴......:- جب موسیقی کے آلات کا استعمال ہونے لگے۔

۱۵......:- جب لوگ اپنے گزشتہ اسلاف پر لعن وطعن کرنے لگیں۔

تو اس وقت لوگوں کو (ہر وقت) عذاب خداوندی کا منتظر رہنا چاہیے، خواہ وہ سرخ آندھی کی شکل میں ہو یا زلزلے کی صورت میں یا زمین دھنس جانے کی شکل میں یا (اصحاب سبت کی طرح) صورتوں کے مسخ ہونے کی صورت میں ہو۔

مختصر اضافہ : ترمذی ہی کی حدیث ۲۲۱۱ میں یہ اضافہ بھی ہے کہ ''جب علم، دین کے علاوہ کسی اور غرض کیلئے پڑھا جائے، اور جب لوگ دوست کو قریب اور باپ کو اپنے سے دور رکھیں اور قبیلہ کا سربراہ ان میں فاسق بنے،، حدیث کے آخر میں یہ بھی اضافہ ہے کہ:

پھر اللہ تعالیٰ ایسی نشانیاں پے درپے ایک لڑی کے دانوں کی مانند گرتی (یا آتی) رہینگی جن کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہو، پس فتنوں اور آسمانی نشانیوں کا ایک تسلسل ہوگا۔

فتنہ کے زمانے میں عبادت کا ثواب

عن أبی هریرة عن النبی ﷺ قال: إنكم فی زمانٍ من ترك منكم عُشر ماأمر به هلك، ثم یأتی زمانٌ مَن عمل منكم بعُشر ماأمر به نجا. (ترمذی ٢٢٦٧)

ترجمہ : حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کرتے ہوئے) فرمایا کہ: تم ایسے زمانے میں ہو کہ تم میں سے اگر کوئی ان چیزوں میں سے جن کا تم کو حکم دیا گیا ہے، دسواں حصہ بھی چھوڑ دے، تو وہ ہلاک ہو جائے، پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس وقت تم میں سے (یعنی اس وقت کے لوگوں سے) کوئی مامورات میں سے دسویں حصے پر بھی عمل کرے، تو وہ نجات پائے گا۔ (حدیث ......۲۲۶۷)

مختصر تشریح : ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ، اس زمانے میں دین اور دینی امور پر صبر کرنا ایسا سخت ہوگا جتنا انگارہ کو ہاتھ میں لے کر تھامنا اور فتنہ کے زمانے میں عبادت کا ثواب میرے پاس ہجرت کر کے آنے کا ثواب کے برابر ہے،، (ترمذی حدیث ۲۲۰۱)

فتنوں سے نجات کا ایک راستہ

عن ثوبان قال : قال رسول الله ﷺ : إذا وُضع السيف فى امتى لم يُرفع عنها إلى يوم القيامة (ترمذی ح ۲۲۰۲)

ترجمہ: حضرت ثوبان ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ: جب میری امت میں تلوار ڈال دی گئی (یعنی جب فتنے کی شکل میں جنگ چھڑ گئی) تو اب وہ قیامت تک نہیں اٹھایا لیا جائے گا،،

مختصر تشریح : یہ عمومی حالت کا بیان ہے، اگر کبھی کبھار امن وامان ہو، تو اس حدیث کے منافی نہیں ہے۔ ترمذی ہی کی حدیث (۲۲۰۳) میں ہے کہ حضرت اھبان بن صَفی الغفاری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے وعدہ لیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ''جب لوگوں کا آپس میں اختلاف ہو (یعنی جب فتنہ وفساد کی صورت پیدا ہو) تو میں اپنی تلوار توڑ دوں اور لکڑی کی تلوار ہاتھ میں لوں، چنانچہ میں نے وہ اب اپنالی ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: فتنوں کے وقت آدم علیہ السلام کے بیٹے کی طرح بنو اور اپنے گھروں کے اندر رہو۔

پانچ فٹ کا جسم

عام تأثر یہ ہے کہ اسلامی حکومتیں اسلامی نظام نافذ نہیں کرتی ہیں، نہ صرف وہ اس میں دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کر رہی ہیں، بلکہ وہ اس میں رکاوٹ بھی بنی ہوئی ہیں، اگرچہ اس میں بڑی حد تک صداقت ہے، لیکن یہ الزام صداقت کے باوجود **من کل الوجوہ** مبنی بر حقیقت نہیں ہے، کیونکہ جو لوگ حکومتوں کو کوسنے میں مصروف ہیں، وہ یا تو خالص مذہبی ذمہ داریوں سے متعلق ہیں یا ان کا تعلق عوام الناس میں سے ہے اور دونوں اپنی اپنی حد تک چار دیواری نہ سہی، لیکن اپنے پانچ فٹ کے جسم کے ضرور مالک ہیں۔

حکومتوں کے ارباب اقتدار کو اپنے قلم رو میں جس قدر اختیارات حاصل ہیں، ان کا اندازہ سب کو ہے اور مختلف حکومتوں کے اس دائرہ اختیار کی نوعیت میں فرق بھی ہے، لیکن جس قدر اختیار ارباب اقتدار کو اپنی رعایا یا اپنی حکومت پر ہے، کیا اتنی اختیار ہم میں سے ہر ایک کو اپنے پانچ فٹ کے بدن پر نہیں ہے؟ یقیناً ہے، بلکہ اس سے کہیں زیادہ اختیار ہم کو اپنے آپ پر ہے۔

اس صورتحال میں جب ہم اپنے پانچ فٹ کے جسم پر اسلامی نظام نافذ نہیں کرتے، بلکہ اسلامی نظام کا کچھ حصہ جو عبادات سے متعلق ہے اگر ہم وہ اپنے اوپر نافذ کر رہے ہیں، تو حکومتیں بھی اس میں رکاوٹ نہیں بنی ہوئی ہیں، بقیہ حصہ جو معاملات اور دیگر اسلامی قوانین سے متعلق ہے، وہ ہم نے اپنی نجی زندگی میں بھی معطل کر دیا ہے، تو حکومتوں نے بھی ان کے معطل کرنے میں ہمارا ساتھ دیا ہے۔

اس بنا پر ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اسلامی نظام کے نفاذ کا عمل اپنے آپ سے شروع کردیں۔اپنے آپ پر اسلامی نظام کے نفاذ میں جن مشکلات کا سامنا ہو،اس کو دور کرنے کی کوشش کریں،اس طرح سے ایک خالص اصلاح شدہ معاشرہ تشکیل پاجائیگا۔اس کے بعد اگر ارباب حکومت کو جس قدر کوسیں،ان کو ملامت کریں،تو وہ بجا ہوگا۔اس کے نتیجے میں ہماری جدوجہد بارآور بنے گی،کیونکہ وہ اصلاح شدہ معاشرے کی مخلصانہ جدوجہد ہوگی۔جس پر انگشت نمائی نہیں کی جاسکے گی۔نیز کسی مخلص کی جدوجہد کے اثرات دیرپا بھی ہوتے ہیں۔اس بناء پر میری پاکستان کے عوام وخواص سب سے گزارش یہ ہے کہ وہ اسلامی نظام کیلئے اپنے جدوجہد کے اس پیغمبرانہ رخ اور اسلوب کو منتخب کریں،انشاءاللہ تعالیٰ اس کے بہتر سے بہتر نتائج پیدا ہونگے۔

آج کے پرفتن دور میں اگر ہم مخلصانہ طور پر اسلامی نظام کا وہ حصہ جو ہمارے اپنے دائرہ اختیار میں ہے،اس پر عمل کرنا شروع کردیں،اس کو اپنے عملی زندگی پر مکمل لاگو کردیں اور اس کے بعد یا ساتھ ساتھ اصلاحِ معاشرہ پر بھی بھرپور توجہ دیں،تو وہ دن دور نہیں،جب اسلامی نظام کے نفاذ کی پر بہار رونقیں واپس آجائیں گی،بلکہ موجودہ وہ فتنے جن میں ہم مکمل طور پر گر چکے ہیں،ان سے بھی گلوخلاصی ہوسکے گی۔